قال علی علیہ السلام وانا
صدیق الاکبر
تالیف :-
عاقب بلوچ
حدیث پر اعتراضات کا ایک
تحقیقی جائزہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ عَلِيٌّ وَأَنَا الصِّدِّيقُ الأَكْبَرُ ،

تحدید : بلوچ خان
ترتیب : بلوچ خان
ناشر : تحفظ عقائد اہلسنت ٹیم

مولا علی صدیق اکبر علیہ اسلام کی شان صدیق اکبر میں ورد ہونے والی احادیث پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اسکی سند اور متن دونوں پر ہے پہلی حدیث یہ ہے :۔

حدثنا محمد بن اسماعیل الرازي قال : حدثنا عبید الله بن موسَیٰ قَالَ : أَنبَأنَا العَلَاءُ بنُ صالح ، عَنِ المشالِ ، عَن عَبَادِ بنِ عَبدِ اللهِ ، قَالَ : قَالَ عَلَي :۔

حضرت عباد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں ، میں صدیق اکبر ہوں ، میرے بعد یہ بات وہی کہے گا جو انتہائی جھوٹا ہے ۔

میں نے

دوسروں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے ۔

﴿ ابن ماجہ 121 ﴾

اس روایت کی سند پر عباد بن عبداللہ السدی کی وجہ سے جرح کی جاتی ہے

یہ راوی ضعیف ہے ۔

عباد بن عبد اللہ السدی پر درجہ ذیل محدثین نے جرح کی ہے۔

(1) امام بخاری فیہ نظر ۔

{ التاریخ الکبیر صفحہ 32 }

(2) العقیلیؒ نے ضعفاء میں ذکر کر کے اپنا کوئی قول نہیں دیا امام بخاریؒ کا کلام نقل کیا فیہ نظر ۔

﴿ الضعفاء الکبیر جلد 3 صفحہ 137 ﴾

(3) ابن عدیؒ نے الکامل میں ذکر کر کے امام بخاری کا قول نقل کیا فیہ نظر ۔

﴿ الکامل فیہ ضعفاء الرجال جلد 4 صفحہ 1649 ﴾

(4) ابن جوزیؒ نے انکا ضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا اور لکھا انکی حدیث کی متا بیت نہیں ہوتی اور ابن مدینی نے انکو ضعیف کہا ہے۔

﴿ الضعفاء والمتروکین ترجمہ 1780 ﴾

(5) حافظ ذہبیؒ نے کہا انکو ترک کر دیا گیا ہے ۔

﴿ الکاشف ذہبی ترجمہ 2569 ﴾

(6) مغلطائیؒ نے کہا کے ابن حزم نے کہا ہے یہ مجھول ہے ۔

﴿ الکمال تھذیب الکمال جلد 7 صفحہ 177﴾

(7) پھر ابن حجر العسقلانیؒ نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

﴿ تقریب التھذیب ترجمہ عباد بن عبداللہ السدی ﴾

یہ جرح ہے جو اس راوی پر مجود ہے امام بخاری کا قول جو عقیلی اور ابن عدی نقل کیا پھر ذہبی نے کہا انکو ترک کر دیا گیا ہے اور ابن حزمؒ نے کہا مجھول ہے ایک بات یاد رکھیں یہ تمام کی تمام جرح مبہم ہے ۔

اب وہ محدثین درجہ ذیل ہیں جنہوں نے اسکی توثیق کی ہے :-

(1) امام ابن حبان نے انکا ذکر الثقات میں کیا ہے ۔
﴿ الثقات صفحہ 141 ﴾

(2) امام عجلی نے انکو ثقات میں ذکر کیا اور کہا تابعی ثقہ ۔
﴿ تاریخ الثقات ترجمہ 765 ﴾

(3) امام ابن ابی حاتم نے الجرح و تعدیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی یاد رکھیں امام ابی حاتم امام : بخاری اور دیگر ائمہ کرام جب اس طرح ذکر کریں اور جرح نہ کریں انکی طرف سے تعدیل مانی جاتی ہے اس پر اسی تحریر میں دلائل دیں گے پھر عباد بن عبداللہ کی ایک حدیث جو امام احمد بن حنبل نے مسند میں ذکر کی ہے ۔

﴿ مسند احمد تحقیق احمد شاکر حدیث 883 ﴾

سند میں عباد بن عبد اللہ ہے اور اسی سند کے متعلق امام ہیثمیؒ مجمع الزوائد میں کہتے ہیں اسکو احمدؒ نے روایت کیا اور اسکی سند جید ہے ۔

﴿ مجمع الزوائد حدیث 14665 دار الکتب العلمیۃ ﴾

(4) اب امام ہیثمیؒ نے بھی انکی توثیق کر دی ہے۔
(5) پھر احمد شاکر صاحب نے بھی سند کو حسن کے کر اسکی توثیق کر دی ہے ۔
(6) امام بوصیریؒ نے اسکی سند کو صحیح کہا اور فرمایا رجال ثقات ۔

مصباح الزجاجة جلد 1 صفحه 160

(7) پھر اسی بات کو علامہ سندھی نے ریپیٹ کیا ہے شرح ابن ماجہ کے اندر وہ فرماتے ہیں جس نے بھی اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے اسکی وجہ یہ ہے کے اس پر اس کے معانی نہیں کھول سگئے نہ کے اسکی سند کی بنیاد پر ۔

سنن ابن ماجه حديث 120 بيروت لبنان

(8) عباد بن عبداللہ السدی کو توثیق ادھر سے ہی معلوم کر لیں کے غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری جیسا ناصبی بھی اس پر جرح کر کے روایت کو ضعیف نہ کہے گا اور لکھتا ہے عباد بن عبداللہ السدی حسن الحدیث ہے ۔

خصائص علی صفحه 35

اب اس کی طرف چلتے ہیں کے امام بخاریؒ ابن یونسؒ ابن ابی حاتمؒ اور دیگر ائمہ کرام کسی راوی کا ذکر کر کے اس پر جرح نہ کریں تو اسکی طرف سے توثیق پر ہی محمول کیا جاتا ہے
اس میں پہلا حوالہ ابن حجر العسقلانیؒ کی فتح الباری سے ہی ان میں آپ نے ان راویوں کا دفاع کیا ہے جو بخاری میں آتے ہیں اور ائمہ کرام نے ان پر جرح کی ہے ۔
ایک راوی ہیں حسن بن مدرک ان کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ابو عبید عاجری نے فرمایا امام ابوداودؒ نے انکو کذاب کہا ہے ۔
اس کا جواب ابن حجر العسقلانیؒ دیتے ہیں فرماتے ہیں لیکن یہ چیز یاد رکھو کے امام ابوزرعہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے انکا ذکر کیا ہے اپنی کتاب کے اندر اور ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی وہ دونوں نقد میں سختی کرنے میں جو مشہور ہیں وہ ہے۔

﴿ هادی الساری صفحہ 1397 ﴾

اس سے ثابت ہوتا ہے کے امام ابن حجر عسقلانیؒ نے ائمہ کرام کی خاموشی کو تعدیل پر محمول کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کے اگر جرح واقع ہوتی تو وہ اسکو بیان کر دیتے کیوں کے وہی موقع ہے جرح نقل کرنے کا ۔ اس پر مزید حوالہ بھی ابن حجر عسقلانی سے ہی لے لیں ابن حجر کی کتاب ہے لسان اس میں ایاس بن عفیف کا ترجمہ آتا ہے ان کے باری میں امام بخاریؒ نے کہا فیہ نظر امام حجرؒ اسکا دفاع کرتے ہیں کے امام ابن ابی حاتمؒ نے انکا تذکرہ کیا ہے اور ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی اور ابن حبانؒ نے بھی ان کا شمار ثقات میں کیا ہے ۔

﴿ لسان المیزان جلد 3 صفحہ 233 ﴾

ایک اور مثال لیں یہ راوی ہیں یوسف بن زبیر ان کے متعلق ائمہ کرام نے خاموشی اختیار کی ہے اور امام زیلی نصب الرایہ کے اندر انکے متعلق فرماتے ہیں امام ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان پر نہ جرح کی ہے نہ تعدیل کی ہے ۔ اور یہ بیان کر کے انکی تعدیل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔

﴿ نصب الرایہ حدیث 4732 ﴾

ان سے ثابت ہوتا ہے کے امام ابن ابی حاتمؒ بھی جب کسی راوی کا ذکر کریں اور خاموشی اختیار کر لیں اسکو توثیق پر ہی محمول کیا جائے گا ۔
اور عباد بن عبداللہ السدی کو امام ابن ابی حاتمؒ نے ذکر کیا اور کوئی جرح نہیں کی ۔

﴿ الجرح و التعدیل جلد 3 صفحہ 82 ﴾

اب اس بات پر آتے ہیں کے اگر ایک ہی راوی پر جرح بھی مجود ھو اور تعدیل بھی تو پھر فوقیت کس کو دی جائے گی؟

اس مسلہ میں اکثریت کا جو قول ہے وہ یہ ہے کے جرح مفسر ہو اور تعدیل مبہم بھی چلے گی ۔ اور ایک بات یاد رکھیں کے عباد بن عبداللہ السدی پر جتنی بھی جرح مجود ہے وہ جرح مبہم ہی ہے کسی نے بھی کوئی دلیل بیان نہیں کی بس. مبہم جرح کی ہے ۔
امام ابن صلاحؒ :۔
آپ آپنے مقدمہ میں فرماتے ہیں صحیح اور مشہور مذہب کے مطابق تعدیل کے سبب کے بغیر اسے قبول کیا جائے گا کیوں کے تعدیل کے اسباب بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان سب کا ذکر کرنا بہت مشکل ہے اس کے لئے ضروری ہو جائے گا کے ناقد یہ کہے وہ ایسا نہیں کرتا تھا وہ فعل کا مرتکب نہیں تھا وغیرہ وغیرہ جہاں تک جرح کا تعلق ہے تو وہ تب ہی قبول کی جائے گی جب جرح کے سبب کو بیان بھی کیا جائے کیوں کے ائمہ جرح کے اسباب پر اختلاف رکھتے ہیں کیوں کے ایک امام کسی ایسی چیز پر جرح کا اطلاق کر دیتا ہے جو حقیقت میں جرح ہوتی ہی نہیں اس لئے جرح کے سبب کو بیان کیا جائے تاکہ دیکھا جائے کے وہ حقیقت میں جرح ہے بھی یا نہیں اور یہی فقہ میں اور اصول نہیں مقرر کانون ہے اور امام خطیب بغدادی نے ذکر کیا یہی مذہب ائمہ و حفاظ کا ہے امام بخاری اور امام مسلم کا بھی ہے اس لئے امام بخاری نے ایسی ایک جماعت سے حجبت پکڑی ہے جن پر جرح تو مجود تھی مگر مفسر نہیں تھی جیسے کے عکرمہ اسمعیل بن ابی اونس عاصم بن علی عمرو بن مرزوق وغیرہ اور مسلم نے سوید بن سعید اور ایک بڑی جماعت سے حجت پکڑی ہے جن پر تان مجود تھا مگر مضر نہیں اور امام ابو داود نے بھی ایسا ہی کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کے انکا بھی یہی موقف و مذہب تھا ۔

﴿علوم الحدیث ابن صلاح صفحہ 106﴾

امام ابن حجر العسقلانیؒ :۔
آپ فرماتے ہیں جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے علماء کی ایک جماعت نے صراحت کے ساتھ یہی بات کی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کے جرح تعدیل پر مقدم ہے اگر جرح مبین ہو (مفسر) ہو ناں کے مبہم جرح کرنے والا جرح کے اسباب کو بھی جانتا ہو گر جرح غیر مفسر ہوگی تو جرح ایسی جرح کوئی نقصان دے نہیں اس کے لئے جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہو کہتے ہیں ایسی طرح ایسے شخص سے جرح صادر ہو و جرح کے اسباب کو بھی نہ جانتے ہو تو ایسی جرح بھی کوئی نقصان دے نہیں ہوتی ایسے جرح کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا

﴿نظھة النظر صفحہ 179﴾

اب اس طرف آتے ہیں کے جرح مفسر کیا ہوتی ہے اور وہ کون سے الفاظ ہیں جو جرح مبہم میں شمار ہوتے ہیں؟

امام علا الدینؒ :۔
آپ فرماتے ہیں ائمہ حدیث جب طعان کرتے ہیں راویوں پر ان میں مبہم جرح قبول نہیں کی جائے گی (الفاظ بیان کرتے ہیں. جیسے کے کوئی یہ کہئے کہ یہ حدیث غیر ثابت ہے یہ مفکر ہے یا فلاں متروک الحدیث ہے یا مجروح ہے یا عادل نہیں ہے اور اس طرح کے دیگر اسباب فقہاء ائمہ و محدثین کا مذہب ہے کے اس طرح کی جرح کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

﴾كشف الاسرار جلد 3 صفحه 106﴿

امام ابن نجیم حنفیؒ :۔
آپ فرماتے ہیں جو مبہم تان ائمہ حدیث کرتے ہیں اسکو قبول نہیں کیا جائے گا جیسے کے وہ یہ کہے دیں کہ فلاں کی حدیث غیر ثابت ہے فلاں متروک الحدیث ہے مجروع ہے غیر عادل ہے اس طرح کے لفظ استعمال کر دیں اس طرح کی جرح کو بالکل بھی قبول نہیں کیا جائے گا مگر اسکو قبول کیا جائے گا جو جرح مفسر ہو اور متفق علیہ ہو ۔

﴾فتح الغفار صفحه 307﴿

اس پر ایک مثال لیں بخاری کے راوی ہیں اُسید بن زید انکہ متعلق امام ابن معینؒ نے کہا ہے کذاب امام نسائیؒ نے کہا متروک ۔

﴾تهذيب الكمال في اسماء الرجال جلد 3 صفحه 240﴿

مگر بخاری ان سے روایت لے رہے ہیں کیوں ؟ کیوں کہ بخاری کے نزدیک کذاب اور متروک کی جرح ثابت نہیں ہوئی جرح مبہم ہی رہی ۔
پھر امام ذہبی عیسی تشتری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن معین نے انکو جھوٹا کہا اور اس پر قسم کھاتے تھے یہ بخاری اور مسلم کے راوی ہیں) یہ صادق اور متقم راوی ہیں ان میں کوئی مسلہ نہیں ہے ۔

﴾ذکر اسماء من تكلم فيه وهو موثق صفحه 37﴿

پھر یہ پتا چل گیا کے کسی کو کذاب تک کہئے دیا گیا اسکو بھی جرح مبہم کے اندر شمار کیا جاتا ہے

اس پر ایک اور مثال لیں ابن حجر العسقلانی سے یہ ایک راوی ہیں عبدالملک بن صباح اس کے متعلق جو جرح نقل کی گئی ہے کہ ان پر تہمت ہے یہ سرقہ حدیث کرتے تھے۔ (یعنی حدیث کو چوری کرنے کا الزام تھا ان پر) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ جرح مبہم ہے (اس جرح کو قبول ہی نہیں کیا جائے گا)۔

﴿ ھادی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ 421 ﴾

کوئی وجہ تو بیان کرو نا سرقہ حدیث کو بھی حافظ نے جرح مبہم کہا اور فرمایا کہ کوئی ثبوت تو لے کر آؤ نہ اگر جرح مبہم کو ہی قبول کرنا ہے تو پھر تو امام ابو حنیفہ پر بھی جرح مجود ہے احمد پر امام نسائی پر امام حاکم پر ان سب پر مبہم جرح تو مجود ہے ۔ اس ساری بحث کا حاصل کلام یہ ہے کے اگر ایک راوی پر جرح بھی مجود ہو اور تعدیل بھی تو جرح مفسر کو قبول کیا جائے گا اور جرح مبہم کو رد کیا جائے گا۔

اب واپس آتے ھیں عباد بن عبد اللہ السدی پر جو جرح ہے۔

جرح نمبر 1

امام بخاری فیہ نظر ۔ ﴿ الضعفاء الکبیر جلد 3 صفحہ 137 ﴾

امام بخاری جب کسی راوی کے متعلق کہیں فیہ نظر تو اس کا مطلب متروک نہیں ہوتا بلکہ اسکو بھی جرح مبہم میں ہی شمار کیا جاتا ہے اس پر چند مثال لیں

یہ راوی ہیں عبدالرحمان بن سلمان امام بخاری کہتے ہیں فیہ نظر۔

﴿التاریخ الکبیر جلد 3 صفحہ 294﴾

انکی روایت صحیح مسلم میں ہی نسائی نے روایت لی ہے ابن حجر العسقلانی نے کہا ہے انکی روایت میں کوئی ایسا مسلہ نہیں ہے۔

﴿تقریب التہذیب راوی 3882﴾

پھر ایک اور راوی ہیں تمام بن نجح السدی امام بخاری فیہ نظر۔

﴿التاریخ الکبیر جلد 1 صفحہ 157﴾

امام یحیی بن معین نے انہیں ثقہ کہا بزار نے بھی کہا صالح الحدیث۔

﴿تهذيب الكمال في اسماء الرجال جلد 4 صفحہ 325﴾

بلکے امام بخاری نے خود ان سے موقوفتن اور معلقن ان سے روایت نکل کی ہے۔

﴿جزء رفع اليدين صفحہ 71﴾

ایک اور راوی ہے ثعالب بن یزید الحمانی امام بخاری فیہ نظر۔

﴿التاریخ الکبیر جلد 1 صفحہ 174﴾

امام نسائی نے کہا ثقہ۔ ﴿تهذيب الكمال 4 صفحہ 399﴾

ابن حجر العسقلانی صدوق شیعہ - ﴿ تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 200 ﴾

انسے پتا چلا کے امام بخاری نے جو کہا فیہ نظر یہ متروک تو ہوتا ہی نہیں نہ بلکے اسکا مطلب ہوتا ہے کے اس میں کچھ کلام کیا گیا ہے وہ متروک درجہ کا بھی ہو سکتا ہے یا اس سے بہت بہت کم درجہ کا کا بھی ہو سکتا ہے یا غیر معاصر بھی ہو سکتا ہے بس اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے اب عباد بن عبداللہ السدی پر جو امام بخاری نے کہا فیہ نظر یہ جرح مبہم ہے امام بخاری اس سے مراد کیا لے رہے ہیں معلوم نہیں ۔

جرح نمبر 4

ابن جوزی نے انکو الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے انکی حدیث کی متابیت نہیں ہوتی ۔

﴿ الضعفاء والمتروکین ترجمہ 1780 ﴾

الجواب :- ابن جوزی اپنی جرح میں بہت مشہور ہیں ان پر کلام کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے انہوں نے بخاری مسلم کے متق علیہ راویوں پر بھی جرح کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کے ابن جوزی اس باب موضوعات کے باب میں محققین میں سے نہیں ہیں بلکہ مقلدین میں سے ہیں پہلے والوں نے جو حکم لگا دیا اسکو بیان کرتے چلے جاتے ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کے پہلا کوئی امام کسی ایک حدیث کی ایک سند پر موضوع کا حکم لگاتا ہے ابن جوزی باقی اسناد کو چھوڑ کر اس حدیث کو ہی موضوع کہے دیتے ہیں ۔

اب آپ کے پاس عباد بن عبداللہ السدی پر کوئی مفسر جرح ہے تو بتائیں یہ ساری جرح مبہم ہے جرح مفسر نہیں اس لئے اسکو قبول نہیں کیا جائے گا بلکے اسکے مقابلہ میں توثیق والے اقوال کو ہی صحیح سمجھا جائے گا فوقیت دی جائے گی ۔

اب اگر آپ لوگ یہ بھی نہ مانے تو اس بات پر تو متفق ہو سکتے ہیں کے یہ مختلف فیہ راوی ہے یہ ایسا راوی ہوتا ہے جسکہ صدوق ہونے پر اور ضعیف ہونے پر اختلاف پایا جائے ایسے راوی کی حدیث حسن ہوتی ہی اس پر ائمہ کے تصریحات مجود ہیں ۔

امام منذریؒ :۔

آپ فرماتے ہیں ایک سند میں کوئی ایسا راوی ہو جو مختلف فیہ ہو اسکی حدیث حسن ہوتی ہے مستقیم ہوتی ہے یا ایسی ہوتی ہے جس کو قبول کرنے میں کوئی مسلہ نہیں ہوتا ۔

الترغیب والترھیب صفحہ 24

امام جلال الدین سیوطیؒ :۔

آپ نے جب حسن حدیث پر گفتگو کی ہے حسن کیا ہوتی ہے اس پر آپ نے ذہبی کا قول نقل کیا حسن کے رتبہ ہوتی ہیں) پھر کہتے ہیں (حسن میں وہ بھی شامل ہیں جن کے صدوق یا ضعیف.ہونے پر ائمہ میں اختلاف ہو وہ بھی حسن میں شمار ہوتا ہے۔

تدریب الراوی جلد 1 صفحہ 174

امام زیلعیؒ :۔
ایک حدیث پر گفتگو کرتے ہیں کے یہ جو کان ہیں یہ سر کا حصہ ہیں اس میں ایک راوی پر جس کا نام ہے شہر بن حوشب ہے (جنوں نے اس پر جرح کی وہ بیان کرتے ہیں پھر جنوں نے توثیق کی وہ بیان کرتے ہیں پھر آخر میں کہتے ہیں) اس لئے یہ حدیث ہمارے نزدیک حسن ہے ۔ (یعنی راوی مختلف فیہ ہے)

نصب الرایہ صفحہ 18

امام ابن حجر العسقلانیؒ :۔
آپ فرماتے ہیں عبداللہ بن صالح کے ترجمہ میں کے ابن القطان نے کہا یہ صدوق ہیں انکو جن لوگوں نے متروک کہا وہ ثابت نہیں ہے مختلف فیہ راوی ہے اس لئے اسکی حدیث حسن ہے ۔

تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 260

امام ذہبیؒ :۔
آپ فرماتے ہیں شعبہ نے لین کہا امام احمد نے ضعیف کہا آپکی حدیث حسن ہے ۔

ذکر اسماء من تکلم فیہ وھو موثق صفحہ 32

اگر آپ ذہبی کی اسی کتاب کو پڑھیں تو آپکو مزید دلائل مل جائے کہ کہ مختلف فیہ راوی کی حدیث حسن ہوتی ہے الحمد للہ یہ بات واضح کر دی کے عباد بن عبداللہ السدی راوی کم سے کم حسن درجہ کا راوی ہے اس سے نیچے آپ اسکو نہیں گرا سکتے اس پر جو جرح ہے وہ جرح مجم ہے اور جرح مفسر تو کسی سے بھی ثابت نہیں ہے الحمد للہ ۔

اس حدیث کی سند کو تو مشہور زمانہ ناصبی اور دشمن اہل بیت علیہ اسلام غلام مصطفی ظہیر امن پوری بھی صحیح سمجھتے ہیں وہ بھی اسکے متن پر کلام کرتے ہے ۔

﴿ خصائص علی صفحہ 35 ﴾

اس کے متن پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مولا علی علیہ اسلام سے فرمایا میں نے دوسروں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے ۔
الجواب :
جب کہ مولا علی علیہ اسلام کا اس سے مراد یہ ہے کے انہوں نے سات سال کی عمر میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور یہ فضیلت صرف مولا علی کو ہی حاصل ہے اسکا مطلب یہ نہیں کے مسلسل سات سال تک صرف آپ ہی مومن اور نمازی رہی مولا علی علیہ اسلام کی اولیت اسلام پر یہ پوسٹ دیکھیں ۔

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=
pfbid028mLnT5b6pT5 cj
Eso5QeQWBteZLBfXzEfhfPJ9AQqJGWeaEpwbPzKkt66PRsqkr
kNI&id= 100095714912579&mi bextid=UyTHkb

اس کے متعلق جو سب سے بہترین قول ہے وہ امام ابو الحسن نورالدین سندھی علیہ الرحمہ کا ھے ۔

آپ فرماتے ہیں گویا مولا علی کا اس ارشاد سے حضرت ابو بکر صدیق سے اسلام میں سابق کرنا مراد لیا ہے
العصابہ میں اکثر اہل علم کے قول کہ مطابق آپ ہی وہ ہیں جو تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے

اور آپکا یہ قول کے میں نے دوسرے لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے اس ارشاد سے شائد آپ نے چھوٹی عمر میں اسلام لانا اور نماز پڑھنا مراد لیا ہو اور آپ کے تمام معصرین میں سے کوئی بھی آپ کی طرح چھوٹی عمر میں اسلام نہیں لایا بلکہ آپ کے باد اسلام لانے والوں میں بھی کوئی ایسا بندا نہیں ملتا جو سات برس کی عمر میں اسلام لایا ہو اتنی جلدی تو گویا آپ کو یہ حصیت حاصل ہوئی کے آپ نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں نے آپ سے اپنی عمر کے لحاظ سے اتنی مقدار تاخیر سے نماز ادا کی اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ مسلسل سات برس تک صرف آپ ہی مومن اور آپ ہی نمازی تھے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مومن اور نمازی نہیں تھا اور ایک احتمال یہ بھی ہے کے آپ کسی کہ ایمان اور نماز پر مطلع نہ ہوں اور اس احتمال میں جو تکلف ہے وہ مخفی نہیں ہے ۔

﴿ شرح ابن ماجه 120 بیروت لبنان ﴾

اب ایک اور روایت پیش کرتے ہیں پہلی حدیث کو ثابت کر دیا کے کم سے کم حسن درجہ کی ہے اس سے نیچے آپ اسکو نہیں گرا سکتے اب یہ ایک اور حدیث ہے اسکی سند بھی مختلف ہے اُس حدیث سے ۔

سند حدیث : وحدثنی ابو الخطاب قال حدثنا نوح بن قیس قال حدثنا سیلمان ابو فاطمه عن معاذة بنت عبدالله العدوية قالت سمعت علی بن ابی طالب :

حدیث : معاذة بنت عبد الله العدوية فرماتی ہیں میں نے بصرح میں منبر پر سیدنا علی کو فرماتے ہوئے سنا میں صدیق اکبر ہوں اور میں نے ابو بکر صدیق سے پہلے اسلام قبول کیا ہے ۔

﴿المعارف ابن قتیبة صفحہ 169﴾

اس سند :- (1) وحدثنی ابو الخطاب قال (2) حدثنا نوح بن قیس قال (3) حدثنا سلیمان ابوفاطمہ (4) عن معاذۃ بنت عبد اللہ العدویۃ قالت (5) سمعت علی بن ابی طالب :- اس کے بارے میں مشہور ناصبی جز جانی کہتا ہے یہ حدیث باطل ہے ابو الخطاب مجھول ہے۔

﴿الاباطیل و المناکیر والصاح والمشاہیر جلد 1 صفحہ 294﴾

اب اگر ہم ابو الخطاب کی توثیق ثابت کر دیں تو جز جانی ناصبی کے پاس بھی اس حدیث کو ضعیف کہنے کی کوئی وجہ نہیں بچتی اور جزجانی کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہو جائے گی ۔ ابو الخطاب مجھول نہیں ہیں بلکہ امام دلابی نے ان کا پورا نام لکھا ہے اپنی سند کے اندر ۔

حدثنا زیاد بن یحیی ابو الخطاب قال حدثنا نوح بن قیس الحداثی قال حدثنا سلمان بن عبد الله ابو فاطمه قال سمعت معاذة بنت العدو یة قال سمعت علی بن ابی طالب علیه السلام :=

﴿الکنی والسماء جلد 3 صفحہ 155﴾

تو اس سے مجھول والی جرح تو ختم ہو جاتی ہے۔

امام ذہبیؒ :-

لکھتے ہیں زیاد بن یحیی بن زیاد بن حسان ابو خطاب اور سنن کے ائمہ نے ان سے روایت لی ابن ابی عاصم زکریہ الساجی ابو عروبہ ابن خزیمہ ابن جریر اور ایک بڑی تعداد میں ائمہ نے ان سے روایت لی ہے اور ایک بڑی تعداد میں محدثین نے انکو ثقہ کہا ہے ۔

تاریخ الاسلام ذھبی راوی 219

اور اس روایت کو صرف ابو خطاب نے بیان نہیں کیا بلکہ کئی راویوں نے انکی متابیت کی ہے۔

حدثنا ابو بکر عبد اللہ بن معصب الواسطی قال حدثنا یزید بن ہارون قال انباب نوح بن قیس الحداثي قال حدثنا سلمان بن عبداللہ ابو فاطمہ قال سمعت معاذۃ العدویۃ سمعت علی بن ابی طالب علیہ اسلام :-

الاکنی والسماء جلد 2 صفحہ 155

اور انکی متا بیت ابو موسیٰ نے بھی کی ہے سند :-

حدثنا ابو موسیٰ نا نوح بن قیس الحداني عن رجل قد سماہ ذھب عن ابو موسی اسمہ عن معازۃ العدویۃ سمعت علی بن ابی طالب :-

الاحادو المثانی روایت 186

ابو خطاب کی متابیت سوید بن سعید نے بھی کی ہے :۔

امام ابن عاکر کی سند میں سوید بن سعید نے نوح بن قیس الحدانی سے روایت کر کے ابو خطاب کی متابیت کر دی ہے ۔

تاریخ مدینہ و مشق جلد 42 صفحہ 32

ابو خطاب کی متابیت عبد اللہ الرقاشی نے بھی کی ہے :۔

حدثنا علی بن عبد العزیز قال حدثنا محمد بن عبد اللہ الرقاشي قال حدثنا نوح بن قیس -

الضعفاء الکبیر جلد 2 صفحہ 131

اب ابو خطاب سے اوپر والے راوی نوح بن قیس الحدانی تک بات آگئی ہے :-
نوح بن قیس کی توثیق درجہ ذیل ہے :-

(1) نوح بن قیس الحدانی صحیح مسلم کے رجال میں سے ہے ۔
(1) صحیح مسلم 5582

(2) امام مسلم ثقہ ۔
(2) اپنی صحیح میں روایت

(3) امام ذہبی حسن الحدیث ۔
(3) میدان جلد ۷ صفحہ ۸۶

(4) امام احمد بن حنبل ثقہ ۔
(4) میدان جلد 7 صفحہ 85

(5) امام یحیی بن معین ثقہ ۔
(5) میزان ترجمہ نوح بن قیس

(6) امام نسائی کوئی حرج نہیں۔
(6) میدان جلد 7 صفحہ 85

(7) امام ابن حبان ثقہ ۔
(7) تقریب الثقات صفحہ 1235

(8) امام عجلی ثقہ ۔
(8) تاریخ الثقات صفحہ 453

(9) ابن حجر عسقلانی صدوق شیعہ ۔
(9) تقریب 8116

(10) امام ابو داود ثقہ ۔
(10) تقرب الثقات صفحہ 453

(11) امام ابن شاہین ثقہ ۔
(11) تقریب الثقات صفحہ 453

(12) امام حاکم نیشاپوری ثقہ انکی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا ۔
(12) المستدرک الحاکم حدیث 3346

(13) شیخ شعیب ارنوائوط نے اسکی حدیث کو صحیح کہا توثیق کر دی ۔
(13) مسند احمد بن حنبل حدیث 13851

(14) شیخ البانی نے انکی بیان کردہ روایت کو صحیح کا حکم لگایا ۔
(14) ترمذی تحکیم البانی 3122

(15) شیخ زبیر علی زئی نے ان کی بیان کردہ روایت کو صحیح کہا ۔
(15) سنن نسائی جلد 1 صفحہ 444

جیسا کے بخاری نے بھی کہا ہے اور ابن عدی نے بھی یہی بات کی
جو بخاری نے کی ابن حبان نے ان کا ذکر الثقات میں کیا ہے ۔

تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 204

متابیت کا نہ ہونا یہ کوئی جرح نہیں ۔
ابن حجر العسقلانیؒ :۔
ثابت بن عجلان کے دفاع میں - لکھتے ہیں عقیلی نے کہا انکی حدیث کی
متابیت نہیں ہوتی ابو الحسن بن القطان نے اس کا جواب دیا ہے یہ کوئی
مسلہ نہیں متابیت نہ ہونا کوئی مسلہ نہیں ہاں اگر منکر روایت کی کثرت ہو
جائے اور ثقات کی مخالفت ہو جائے تو پھیر ضرر رساں ہے۔

ہادی الساری صفحہ 294

یہ بات ٹھیک ہے اگر ایک راوی کثرت کے ساتھ منکر غریب روایات
بیان کرتا ہو جو اس کے علاوہ کوئی بیان نہ کرتا ہو تو اس پر شک کیا
جاسکتا ہے مگر اس کے اندر یہ معاملہ نہیں ہے نہ یہ راوی مناکیر کے
اعتبار سے مشہور ہے نہ یہ روایت کسی آپنی سے بہتر روایت کی مخالفت کرتی ہے نہ
کسی واقعہ کی مخالفت کرتی ہے تو اس لئے اسکی متابیت نہیں ہے یہ جرح
بنتی نہیں اس کے اوپر ۔
حافظ ابن حجر العسقلانیؒ :۔
حاکم الفزاری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں بخاری نے کہا انکی حدیث کی
متابیت نہیں ہوتی (حافظ کہتے ہیں) نبی ﷺ کے کئی صحابہ ایسی روایات
بیان کرتے ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہوتی تھی امام میذی نے کہا یہ
حدیث کے صحت پر کوئی نقصان نہیں ہوتا کے کسی حدیث کی متابیت مجود
نہیں اور نہ ہی یہ صحت حدیث کی شرط ہے کے متابیت ہونی چاہیئے ۔

امام ترمذیؒ نے انکی روایت کردہ حدیث کو حسن غریب کہا ۔

﴿ ترمذی 2010 ﴾

مسند احمد کے محقق حمزۃ احمد الزین نے انکی بیان کردہ حدیث کو صحیح کا حکم لگایا۔

﴿ مسند احمد 13749 ﴾

اگلے راوی سلمان ابو فاطمہ :۔

امام ابن عدیؒ آپ نے اس کا ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں ہم سیلمان ابو فاطمہ کو اسی روایت سے جانتے ہیں اور انکی کوئی متابیت نہیں ہے جیسا کے بخاری نے بھی کہا ۔

﴿ الكامل في ضعفاء الرجال جلد 1 صفحه 1123 ﴾

اب یہ کہا دینا کے اس کی متابیت نہیں ہے یہ بالکل بھی جرح نہیں ہوتی کئی ایسی روایات ہیں جن کی متابیت ہے ہی نہیں سب سے مشہور

انما لاعمال بل نیات صرف امام یحیٰی بن سعید بیان کرتے ہیں ان سے یہ حدیث مشہور ہوئی اسکو کئی راویوں نے امام یحیٰی بن سعید سے بیان کیا

ہے یحییٰ بن سعید سے اوپر جتنے بھی راوی ہیں اس حدیث میں تفرد پایا جاتا ہے مگر یہ حدیث امت کے اندر مقبول ہے امت نے اسکو قبول کیا ہے متابیت نہ ہونا یہ کوئی حدیث کی صحت کی شرط نہیں ہے اس پر آپکو دلائل بھی بیان کریں گے ۔ ۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں : ۔

سلمان ابو فاطمہ میں صدیق اکبر ہوں والی روایت جیسا کے بخاری نے کہا اور انکی متابیت نہیں ہے اور نہ میں انکو جانتا ہوں

﴿ تھذیب التھذیب جلد 1 صفحہ 267 ﴾

تو اس طرح ابو فاطمہ کا جو معاملہ ہے ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں ہے بلکہ امام ابن حبانؒ نے انکو ثقہ کہا ہے ۔ کئی ایسے راوی ہیں جو مسطور ہیں اس طرح کے راویوں کو مسطور کہا جاتا ہے ایسے راویوں کی روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی مجود ہیں

اس میں پہلے یہ حوالہ دیکھیں :۔

امام سخاویؒ فرماتے ہیں امام درقطنیؒ کہتے ہیں جس سے دو ثقہ راوی نے روایت کی ہو تو اسکی جہالت مرتفع ہو جائے گی اور عدالت ثابت ہو جائے گی ۔

﴿ فتح المغیث جلد 1 صفحہ 151 ﴾

تو سلمان ابو فاطمہ سے نوح بن قیس ثقہ نے روایت کی یذید بن ہارون نے بھی روایت کی اور امام ابن حبان نے ثقہ کہا حوالا جات اسی تحریر میں دے چکے ہیں ۔

اب امام درقطنیؒ کے اصول سے بھی انکی روایت صحیح بنتی ہے الحمدللہ

جس راوی پر جرح معروف نہ ہو اور تعدیل کے اقوال بھی نہ ہو ایسے راوی کو مسطور کہا جاتا ہے یہ مجھول سے اوپر درجہ کا ھوتا ہے اور اسکی روایات کو قبول کیا جاتا ہے ۔

امام ذہبیؒ ۔

ثقہ راوی کی تعریف بیان کرتے ہیں ثقہ کون ھوتا ہے ۔

ایک کثیر تعداد میں ائمہ ثقہ کہیں اور کوئی بھی انکو ضعیف نہ کہئے اسکو کہیں گے کے وہ ثقہ ہے ثقہ وہ بھی ھوتا ہے

نہ کوئی ثقہ کہے نہ کوئی ضعیف کہے بس اسکی روایت صحیحین میں مجود ہوں تو اسکو توثیق پر ہی محمول کیا جائے گا اور اگر انکی (مسطور راوی) کی روایت کو صحیح کریں امام ترمذیؒ اور امام ابن خزیمہؒ جیسے لوگ تو وہ بھی جید ہے اگر امام درقتنیؒ اور امام حاکمؒ جیسے لوگ اسکی تصحیح کریں کم سے اس (مسطور راوی) کا حال یہ ہے کے اسکی روایت حسن درجہ کی ہوتی ہے ۔

﴿ المقظة فی علم مصلاح الحدیث 78 ﴾

ذہبی کے بنائے ہو قائدہ سے ہی سلیمان ابو فاطمہ کی حدیث حسن بنتی ہے کیوں کے ذہبی بھی صرف ایک امام حاکم نیشاپوری کی تصحیح کی وجہ سے روایت کو حسن درجہ کا مانتے ہیں ایک حاکم کی تصحیح پر اعتبار کر کے روایت حسن مانتے ہیں تو صرف ابن حبان لیلے کی توثیق پر بھی اعتبار کر سکتے ہیں اور سلیمان ابو فاطمہ کو امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اس لئے انکی حدیث بھی حسن بنتی ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کے ابن حبان تساہل کرتے تھے تو عرض ہے انکا تساہل حاکم نیشاپوری سے کم ہی ہے جب ذہبی حاکم نیشاپوری پر اعتبار کی وجہ سے روایت کو حسن مانتے ہیں تو آپ ذہبی سے بڑے عالم اور حافظ حدیث ہیں جو تساہل کی وجہ سے تصحیح کا انکار کرتے ہو ۔

امام ابن ابی حاتمؒ :۔

آپ فرماتے ہیں میں نے آپنے والد صاحب سے اس کے متعلق سوال کیا اگر ثقہ راوی مجہول راوی سے روایت کرے تو اسکا روایت کرنا کیا مجہول کو فائدہ دیتا ہے آپ نے جواب میں فرمایا اگر وہ ایسا مجہول ہے کے کسی نے بھی اسکو ضعیف نہیں کہا تو ثقہ کا اس سے روایت کرنا مجہول کا فائدہ دیتا ہے ۔

﴿ الجرح و التعدیل جلد 1 صفحہ 36 ﴾

امام مولا علی قاری ؒ :-

آپ فرماتے ہیں مستور راوی کی حدیث کو ایک جماعت نے قبول کیا ہے ان میں امام ابو حنیفہ بھی شامل ہیں بغیر کسی قید کے اس کو ذکر کیا ہے امام سخاوی نے(پھر فرماتے ہیں) اس قول کو اختیار کیا ہے (یعنی مسطور کی روایت قبول کرنے کے) امام ابن حبان نے بھی امام ابو حنیفہ کی متابیت میں اس قول کو اختیار کیا ہے اور ان کے نزدیک عادل راوی وہ ہوتا ہے جس پر کسی قسم کی کوئی جرح معروف نہ ہو (آگے فرماتے ہیں) جو لوگ ہوتے ہیں یہ اصل میں اصلاح کی کیفیت میں ہوتے ہیں جب تک جرح ثابت نہ ہو جائے (آگے فرماتے ہیں) امام ابو حنیفہ نے اسکو اس لئے قبول کیا ہے یہ جو راوی ہیں انکا تعلق قرون اُلٰی کے ساتھ تھا اور وہاں کے لوگوں پر اسلام اور عدالت غالب تھی لیکن آج کے زمانہ میں اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا یہی قول امام ابو یوسف کا اور امام محمد کا بھی ہے (آگے فرماتے ہیں) اس اختلاف کا جو حاصل ہے وہ یہ ہے جو مسطور ہو صحابہ میں سے یا تبعین میں سے یا اتباع تبعین میں سے انکی شہادت کو قبول کر لیا جائے گا کیوں کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا سب سے بہترین زمانہ میرا پھر وہ جو اس کے باد آئیں گے اور پھر جو اُس کے باد آئیں گے اسکو قبول کیا جائے گا اور جو اسکے باد والے ہیں انکو قبول نہیں کیا جائے گا یہ بڑی اچھی تفصیل ہے ۔

﴿ شرح نخبۃ الفکر القاری صفحہ 519 ﴾

تو اس سے پتا چل گیا امام ابو حنیفہ بھی مسطور راوی کی روایت قبول کرتے ہیں ۔
شیخ ابو غدہ ؒ نے علامہ فقیہ محمد حاشم سندھی کا کلام نقل کیا ہے انکی کتاب کے ایک مخطوطہ سے اس میں ایک راوی پر فرماتے ہیں جہاں تک اسمعیل بن فضل کی بات ہی تو کسی بھی حافظ نے ان پر جرح نہیں کی کسی نے نقص بیان نہیں کیا نہ کوئی تہمت لگائی ہے تو انکی حدیث مقبول ہے معمول ہے (یعنی اس پر عمل کیا جائے گا) حفاظ کے قائدہ کے مطابق جیسے امام حبان ؒ امام ابن حزیمہ ؒ اور دیگر کئی ائمہ کا اس چیز پر عمل تھا ۔

﴿ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل صفحہ 244 ﴾

اس طرح کے جو مستور راوی ہوتے ہیں انکی روایت تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اندر بھی مجود ہیں ۔

حافظ ذہبیؒ :۔

حفظ بن بغیل کا ترجمہ میں کے ابن القطان نے کہا میں اسکا حال نہیں جانتا (ذہبی کہتے ہیں) ابن قطان ہر اس راوی پر جرح کر دیتے ہیں جس پر کسی نے بھی ثقاہت کا حکم نہ لگایا ہو (پھر ذہبی کہتے ہیں) صحیحین میں اس طرح کے کئی راوی مجود ہیں نہ کسی نے ضعیف کا نہ وہ مجھول ہیں ۔

﴿ میزان العتدال ترجمہ حفظ بن بغیل ﴾

حافظ ذہبیؒ :۔

مالک بن الخیر زبادی کے ترجمہ میں کہا کے ابن القطان نے کہا اسکی عدالت ثابت نہیں ہے (اس سے مراد ابن القطان نے یہ لیا کے کسی نے نہیں کہا کے وہ ثقہ ہیں) ذہبی کہتے ہیں صحیحین کے راویوں میں کئی ایسے ہیں جن پر کسی نے نہیں کہا کے وہ ثقہ ہیں لیکن جمہور کا مثلک یہ ہے کے ایسے مشائخ جن پر کسی قِسم کی جرح مجود نہ ہو ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہو کوئی ان سے منکر روایت بھی نہ آتی ہو تو انکی حدیث صحیح شمار کی جاتی ہے ۔

﴿ میزان جلد 3 صفحہ 426 ﴾

شیخ البانیؒ :۔

آپ کا بھی یہی موقف ہے کے اگر مستور سے ثقات کی جماعت روایت کرے اور اس سے کوئی منکر روایت بھی نہ آتی ہو تو وہ قابل قبول ہے جیسا کے تمام المنہ میں ذکر کیا ۔

﴿ وانظر بعض الامثالة فیما یاتی 204 207 ﴾

ارشاد الحق اثری :۔

اہل حدیث کے نامور مشہور معروف عالم آپ نے بھی مسطور راوی کی روایت قبول کرنے کے موقف کی تعید کی ہے اور اس مسئلہ پر زبردست دلائل دئے ہیں مسطور راوی کی روایت قبول کرنے پر ۔

﴿ تنقیح الکلام صفحہ 128 ﴾

علامہ ابن عبدالبرؒ :۔

آپ فرماتے ہیں جو راوی معروف العنایہ ہو یعنی محدثین کے ہاں وہ مشہور روایان حدیث میں شمار ہوتا ہوجب تک جرح ثابت نہ ہو اسے عادل کرار دیا جائے گا ۔

یہی رائے امام اسمعیل بن اسحاقؒ المتوفی 282 علامہ ابن المواقؒ علامہ المزیؒ علامہ ابن سعید الناسؒ علامہ ذہبیؒ علامہ ابن جزریؒ وغیرہ کی ہے جیسا علامہ سخاویؒ نی فتح المغیث میں ذکر کیا ہے ۔

﴿ تنقیح الکلام صفحہ ۱۲۸ ﴾

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ :۔

آپ فرماتے ہیں طبرانی کے مشائخ کی کوئی تخصیص نہیں جس راوی کی تضعیف میزان میں نہیں ہمارے لئے جائز ہے کے ہم اسے ثقہ سمجھیں ۔

﴿ انہاء السکن صفحہ 85 ﴾

اور جس راوی پر بحث ہے سلمان ابو فاطمہ ان پر جرح میذان میں نہیں لہذا وہ عادل ہوئے ۔
پھر اسی اصول کی بناء پر

مولانا تقی عثمانیؒ :۔

صاحب نے کئی ایسے راویوں کو ثقہ کرار دیا ہے جنکی تضعیف میذان میں نہیں ۔ طبرانی کی ایک روایت نقل کرنے کے باد لکھتے ہیں ۔
اس کے سب راوی ثقہ ہیں اسحاق بن داؤد اس لئے کے میذان میں اسے ضعیف نہیں کہا گیا اور طبرانی کے شیوخ جن کو میذان میں ضعیف نہیں کہا گیا وہ ثقہ ہیں ۔
پھر اسی اصول پر انہوں نے۔جلد ایک صفحہ 280 میں حسین بن اسحاق اور جلد 1 صفحہ 280 میں ایک شیخ طبرانی کو ثقہ کرار دیا۔

﴿ اعلاء السنن جلد 1 صفحہ 10 ﴾

کیا ان سب دلائل کے باد یہاں ہم سلمان ابو فاطمہ کے ثقہ ہونے کی توقع رکھ سکتے ہیں

مولانا مبارک پوریؒ :۔

آپ فرماتے ہیں کسی راوی پر جہالت کا الزام ہو اور امام ابن حبان اسکی توثیق کر دیں تو جہالت کا الزام مرتفع ہو جاتا ہے ۔

﴿ ابکار المنن صفحہ 131 ﴾

سلمان ابو فاطمہ کا تو ائمہ نے ذکر کیا ہے اور کسی نے بھی مجہول نہیں کہا اور امام ابن حبان نے بھی ثقہ کہا ہے تو مبارک پوری صاحب کے اصول سے بھی یہ ثقہ ثابت ہوتے ہیں ۔

مولانا سرفراز خان صفدرؒ :۔

آپ نے بھی مبارک پوری صاحب کی بات کی حمایت کی ہے انکہ اصول سے بھی سلمان ابو فاطمہ ثقہ ثابت ہوتے ہیں ۔

﴿ احسن الکلام جلد 1 صفحہ 281 ﴾

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ :۔

آپ نے بھی اس قول (جب ابن حبان کسی کو ثقات میں بیان کر دیں تو جہالت مرتفع ہوجاتی ہے) تائید کی ہے ۔

﴿ انہاء السکن صفحہ 46 ﴾

علامہ کشمیریؒ :۔

آپ نے بھی علامہ ابن عبدالہادی کے حوال سے لکھا جب ابن حبان کسی کو ثقات میں ذکر کریں اور اس پر کوئی جرح نہ ہو تو وہ ثقہ ہوتا ہے ۔

﴿ العرف الشذی صفحہ 210 ﴾

علامہ لکھنویؒ :۔

آپ کا بھی یہی موقف ہے کسی راوی کو ابن حبان ثقات میں ذکر کریں اس پر جرح نہ ہو تو وہ ثقہ ہوتا ہے ۔

﴿ الرفع والتکمیل 166\ 201 ﴾

ایک بار پھر عرض کر دیں کے سلمان ابو فاطمہ راوی پر کوئی جرح نہیں اور ابن حبان نے انکو ثقہ کہا ہے ۔
ان تمام ائمہ ؒ کے اصول سے ابو فاطمہ ثقہ ثابت ہوتے ہیں ۔

ہم نے بیس سے زائد ائمہ کرام ؒ کے حوالاجات نقل کئے جن سے سلمان ابو فاطمہ کو ثقہ ہی مانا جائے گا۔ الحمدللہ

اگلی راویہ حضرت معازۃ بنت عبداللہ العدویۃ البصری ؒ :۔
آپ مشہور معروف ثقہ تابی ہیں ۔ الحمدللہ

یہ حدیث بہترین اور عمدہ شائد ہے اُس حدیث کا جو ہم پہلے نکل کر چکے اب وہ حدیث آپنے شوائد کے ساتھ صحیح لغیرہ کے درجہ پر چلی جائے گی ۔ الحمدللہ

اب اس حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جو جرح ہے یہ حدیث منکر ہے اس طرف چلتے ہیں ۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ :۔

اکرم فرماتے ہیں میں نے اس حدیث سے متعلق سوال کیا کے مولا علی ص نے فرمایا ہے میں صدیق اکبر ہوں اس پر امام احمد بن حنبل نے فرمایا اس حدیث پر نشان لگا دو یہ حدیث منکر ہے ۔

﴿ منہاج الاعتدال صفحہ 506 ﴾

امام احمد بن حنبل نے جو کہا ہے یہ منکر ہے ایک بات یاد رکھیں یہ امام احمد کی اصطلاح میں منکر ہے یعنی مقدمین کی اصطلاح میں منکر اور مقدمین کی اصطلاح میں جو لفظ منکر ہے یہ مقدمین کی اصطلاح میں استمعل نہیں کیا جاتا باد والے تو کہتے ہیں اگر ضعیف راوی آپ نے سے کم ضعیف راوی کی مخالفت کرے تو روایت منکر ہوتی ہے ائمہ مقدمین کے ہاں جو لفظ منکر ہے یہ بہت وسیع معانہ میں استعمال ہوتا تھا اسکی کوئی حد نہیں ہے اور نہ کوئی قائدہ اور اصول ہے کے فلاں فلاں حدیث کو ہم منکر کہے سگتے ہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے جب وہ کسی حدیث کو سمجھ نہیں پاتے تو آپنے فہم اپنے اجتہاد میں اسے منکر کہتے ہے ڈاریکٹ موضوع بھی نہیں کہتے حکم لگلانے میں تردد کا شاکار ہوتے ہیں اور منکر کہے کر یہ کہے دیتے ہیں کے ہمیں سمجھ نہیں آیا ہمیں اس میں مسئلہ نظر آتا ہے اور ایسا کہنے سے اُس حدیث کا حقیقت میں منکر ہونا لازم آتا بھی نہیں ہے ۔

ائمہ کرام جب ایسا کرتے ہیں یہ تین وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے یا راوی میں مسئلہ ہوتا ہے یا متن میں مسئلہ ہوتا ہے یا راوی تو ثقہ ہوتا ہے مگر وہ جس طریق سے روایت کر رہا ہوتا ہے اس میں مسئلہ ہوتا ہے تو ائمہ مبہم جرح کر دیتے ہیں ۔

منکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کے اگر راوی حدیث میں منفرد ہوجائے تو اس کو بھی منکر کہا جاتا ہے منکر بامعنی غریب استعمال کرتے ہیں جو حدیث ایک سند سے آتی ہے کبھی اسکو منکر کہتے ہیں یاد رکھیں یہ تمام کی تمام جرح مبہم ہوتی ہے ۔

حافظ ذہبی :۔

آپ میزان میں فرماتے ہیں ایک راوی کے متعلق کے ابن حبان نے کہا ہے اس نے موضوع روایت نقل کی ہے ان میں محمد بن غالب کی دو روایت ہیں پہلی یہ کے عبداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کے غزوہ احد کے موقع پر ان کے سامنک کے دانت شہید ہو گئے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں ہدایت کی کے سونے کے بنے ہوئے دانت لگوا لیں ۔ اور دوسری روایت یہ ہے کے عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے اس بات سے منا کیا کے سوئے ہوئے یا بات کرتے ہوئے شخص کی طرف نماز ادا نہ کریں ۔"یہ دو روایت ابن حبان نے نقل کی اور صرف متن پر کلام کیا' ابن حبان فرماتے ہیں یہ دونوں روایت موضوع ہیں نبی ﷺ سونے کے دانت لگوانے کا کیسے کہہ سکتے ہیں جب کے آپ ﷺ نے فرمایا ہے بے شک سونا اور ریشم میری امت کے مردوں پر حرام کرار دیا گیا ہے اور نبی ﷺ سوئے ہوئے شخص کی طرف روخ کر کے نماز پڑھنے سے منع کیسے کر سکتے ہیں جبکہ آپ ﷺ خود نماز ادا فرماتے تھے تو حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی حافظ ذہبی فرماتے ہیں ابن حبان نے دو روایت کے موضوع ہونے پر جو حکم لگایا انکی وجہ وہ ہے جو آپکے سامنے آئی ہے اور یہ محل نظر ہے ۔

میذان جلد 2 صفحہ 7

اب آتے ہیں امام احمد بن حنبل کے قول کی طرف کے آپ نے فرمایا اس پر نشان لگا دو یہ منکر حدیث ہے ۔
کیا یہ جرح قابل قبول ہی یا نہیں ہے یاد رکھیئے امام احمد بن حنبل بھی منکر کا اطلاق کئی معانہ کے اپر کرتے ہیں اسکی ایک مثال دیکھیں ۔
حافظ ابن حجر العسقلانی :۔
آپ فرماتے ہیں محمد بن ابراہیم التیمی یہ انمال اعمال بلنیات (یہ امام یحیٰی بن سعید سے اوپر راوی ہیں یہ حدیث ان پر کھڑی ہوئی ہے) حافظ فرماتے ہیں امام احمد بن حنبل اور ایک محدثین جماعت نے منکر کا اطلاق حدیث مفرد پر کیا ہے یعنی غریب پر جسکی متابیت نہ ہو اور احمد بن حنبل کے قول کو اسی پر محمول کیا جائے گا اور ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اس سے حجت پکڑی ہے ۔

مقدمہ فتح الباری ترجمہ محمد بن ابراہیم التیمئی

حافظ ابن حجر العسقلانی :۔
ایک اور جگہ لکھتے ہیں احمد نے کہا ہے اس نے منکر حدیث روایت کی ہے
حافظ (ابن حجر) میں کہتا ہوں انکو تمام ائمہ کرام نے حجت مانا ہے اور احمد بن حنبل اور دیگر کے نذدیک منکر کا اطلاق فرد مطلق پر ہوتا ہے (یعنی غریب کو کہتے ہیں)

مقدمہ فتح الباری ترجمہ برید بن عبداللہ

اب اس طرف آء جاتے ہیں اس حدیث پر نشان لگا دو یہ منکر ہے اسی طرح کا ایک قول میں ڈاریکٹ مسند احمد سے پیش کرتا ہوں ۔
امام احمد بن حنبل مسند میں لکھتے ہیں حدیث کے نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاقت قریش کے ان لوگوں سے ہو گی پھر لوگوں نے فرمایا ہمارے لئے کیا حکم ہے نبی ﷺ نے فرمایا لوگ ان سے دور ہی رہیں تو بہتر ہے ۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے فرماتے ہیں امام احمد نے آپنے آخری وقت میں فرمایا اس حدیث پر نشان لگا دو یہ نبی ﷺ کی ان احادیث کے خلاف ہے جن میں نبی ﷺ نے فرمایا انکی بات سنو انکی اطاعت کرو اور ان کے ساتھ صبر کرو اس کے خیلاف ہے ۔

﴿ مسند احمد جلد 13 صفحہ 383 ﴾

بلکل وہی کمیٹ ادھر کیا ہے اب یہ جو امام احمد فرما رہے ہیں یہ حدیث باقی احادیث کے خلاف ہے یہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے ۔

﴿ صحیح بخاری 3599 صحیح مسلم 3031 ﴾

اب کیا کہیں گے اسکو اس کے اندر تو امام احمد نے وجہ بھی بیان کر دی ہے کے یہ نبی ﷺ کی سنت کے خیلاف ہے اب جو مولا علی کے قول کو منکر کہا اس کے اندر تو آپ نے وجہ بھی بیان نہیں کی کے اپ کے نذدیک یہ منکر ہے کیوں ؟؟؟ اتنا ذیادہ ابہام ہے وہاں پر آپ کا یہ فرمانا انا صدیق الا اکبر منکر ہے یہ جرح مبہم ہے اور امام وضح نہیں فرمایا کے کسی راوی کی بناء پر یہ کہے رہیں ہیں یا طریق حدیث میں کوئی مسئلہ ہے یا اسکی معنی آپ پر نہیں کھولے ۔

امام احمد کی جرح مبہم رہتی ہی یہ معصر نہیں ہوتی ۔

اب اس باب میں چند مرفوع احادیث ملاحظہ فرمائیں ۔

نبی کریم ﷺ نے مولا علی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا

آپ وہ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے آپ وہ ہیں جو قیامت کے دن سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کریں گے آپ صدیق اکبر ہیں اور آپ فاروق ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں اور آپ مومنین کے سردار ہیں اور دنیا کا مال کفار کا سردار ہے۔

﴿البحر الزخار المعروف مسند البزار الجزء التاسع صفحه ٣٤٢ رقم ٣٨٩٨﴾

اس حدیث کی کئی اسناد ہیں:۔
راوی حسین الاشقر سے اسی روایت کو امام شجری نے بیان کیا

﴿کتاب الامالی الجزء الأول صفحه ١٨٨ رقم ٧٠٥﴾

سفیان بن بشر سے اسی روایت کو امام ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق میں بیان کیا

﴿تاریخ مدینه دمشق جلد ٤٢ صفحه ٤٢﴾

ایک اور طریق سے یہ روایت آتی ہے اس کو ابو سخیلۃ نے حضرت سلیمان فارسی اور حضرت ابو زر غفاری دونوں سے مل کر روایت کیا ہے
امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اس کو بیان کیا

﴿المعجم الکبیر للطبرانی الجزء السادس صفحه ٢٦٩﴾

امام ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اس روایت کو نقل کیا ہے

﴿اخبار المکیین من کتاب تاریخ الکبیر لابن ابی خیثمه صفحه ١٧٩﴾

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کو بیان کیا

﴿مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۲۴ رقم ۱۴۵۹۷﴾

پھر امام ابن عبد البر نے الاستعیاب میں اس کو روایت کیا

﴿الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رقم ۳۱۵۶﴾

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی سند سے بھی یہ روایت آتی ہے اس کو امام شجری نے الامالی میں بیان کیا

﴿کتاب الامالی جلد ۱ صفحہ ۵۸ رقم ۱۹۷﴾

اس حدیث میں اب جو سب سے پہلے لفظ آتا ہے کے نبی ﷺ نے فرمایا آپ مجھ پر سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔
ائمہ کرام کی اکثریت اسی چیز کی قائل ہے روایت کی کثرت بھی اسی طرف جاتی ہے کے مولا علی علیہ السلام ہی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔
ایک بات یاد رکھیں کے شوائد میں اگر کوئی ضعیف حدیث بھی آجائے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا کیوں کے ہم۔اسکو اصل میں روایت نہیں کر رہے۔

شواہد:۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاطمہ علیہا السلام کو فرمایا کے کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کے آپکا نکاح میں نے اس شخص کے ساتھ کیا ہے جو اس امت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے ان میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور ان میں سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

﴿مسند احمد روایت 20307﴾

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ علی بن ابی طالب ہیں جو لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لے کر آئے۔

﴿اخبار المکیین التاریخ الکبیر ابن خیثمہ صفحہ 80﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رض سے حدیث آتی ہے کے تین لوگ سبقت لے جانے والے ہیں حضرت موسی علیہ اسلام کی طرف سبقت لے جانے والے یوشع بن نون ہیں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی طرف آپ کے صاحب یاسین ہیں اور محمد ﷺ کی طرف سبقت لے جانے والے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

﴿المعجم الکبیر روایت 11152﴾

عبداللہ بن عباس رض نے بیان کیا ہے سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ مولا علی علیہ السلام ہے۔

۞ المصنف عبدالرزاق روایت 20392 ۞

حضرت زید بن ارقمؓ آپ فرماتے ہیں سب سے پہلے مولا علی علیہ السلام نے اسلام قبول کیا۔

۞ ترمذی 4086 ۞

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے پاس قیامت والے دن سب سے پہلے حوز کوثر پر آنے والے شخص مولا علی علیہ السلام ہے جو نبی ﷺ پر سب سے پہلے اسلام لائے۔

۞ مصنف ابن ابی شئیبہ روایت 32648 ۞

نبی کریم ﷺ کے غلام ابو رافع وہ فرماتے ہیں مردوں میں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ مولا علی علیہ السلام ہیں اور عورتوں میں سیدنا خاتیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

۞ مسند البزار روایت 3872 ۞

ابو وہ یہ نہیں کہہ رہے کے بچوں میں مولا علی نے اسلام قبول کیا بلکہ یہ جو بچے بڑے اور غلام کی تقسیم ہے اس میں ناصبیت کی چھاپ لگی ہوئی ہے مرد اور عورت کی تقسیم تو سمجھ میں آتی ہی یہ غلام کی تقسیم کدھر سے آگئی۔

ابی بردۃ سے روایت ہے آپ نے والد سے بیان کرتے ہیں سب سے پہلے سیدنا خاتیجہ سلام اللہ علیہا نے اسلام قبول کیا اس کے باد مولا علی علیہ السلام نے۔

۞ کتاب الاوائل امام طبرانی صفحہ 80 ۞

امام قتادہ اسکو امام حسن بصری اور دیگر کئی تابعین اور صحابہ سے بیان کرتے ہیں (کیوں کے قتادہ صحابہ کے بھی شاگرد ہیں)

وہ کہتے ہیں کئی لوگوں سے میں اسکو سنا کے پہلے اسلام قبول کرنے والے مولا علی علیہ السلام ہیں سیدنا خاتیجہ سلام اللہ علیہا کے باد ۔

﴿سنن امام بیہیقی جلد 3 صفحہ 349﴾

امام ابن عبدالبر فرماتے ہین حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوزر حضرت مقداۃ حضرت جابر بن عبداللہ ابو سعید خدری حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام صحابہ کرام سے مروی ہے کے مولا علی علیہ السلام ہی سب سے پہلے اسلام لائے اور یہ مولا علی علیہ السلام کو سب سے افضل جانتے تھے ۔

﴿العستعاب فی معرفة الاصحاب جلد 2 صفحہ 1090﴾

اس مسئلہ پر کے سب سے پہلے اسلام کون لے کر آیا۔

امام ابن عبدالبرؒ :۔

فرماتے ہیں کے حضرت ابو ابکر صدیقؓ سے متعلق کے آپ نے سب سے پہلے آپنے اسلام کو ظاہر کیا ہے لوگوں کے سامنے (قبول نہیں کیا ظاہر کیا ہے) یہی امام مجاہدؒ کا قول ہے ابن شہابؒ نے عبداللہ بن محمد بن عقیلؒ نے قتادہؒ نے اور ابو اسحاقؒ وغیرہ نے یہی بات کی ہے کے سب سے پہلے رجال میں فیہ میں نہیں بچوں میں نہیں رجال مردوں میں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ مولا علی علیہ السلام ہیں ۔

﴿الاستعیاب جلد 3 صفحہ 1092﴾

امام ابن خیثمہؒ :۔

آپ اپنی سند سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کے محمد بن کعب سے یہ سوال کیا گیا کے حضرت ابو بکر صدیق نے پہلے اسلام قبول کیا یا مولا علی علیہ السلام نے کیا ہے آپ فرماتے ہیں سبحان اللہ علی علیہ السلام سب سے پہلے

اسلام قبول کرنے والے ہیں لوگوں کو کنفیوین اس لئے ہوئی کے مولا علی ؑ نے آپ نے اسلام کو چھپائے رکھا حضرت ابو طالب سے جب کے حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ تو کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے لیکن جو علی ہیں وہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

﴿ اخبار المکیین صفحہ 180 ﴾

تو اس حدیث کا جو پہلا حصہ تھا کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ مجھ پر سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اس کے کئی شواہد آپ کے سامنے بیان کر دیئے۔

دوسرا حصہ یہ ہے کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصحافہ فرمائیں گے۔
اس کے بھی کئی شواہد ہیں۔
حضرت سلمان فارسی کی جو حدیث ہم پہلے ذکر کر چکے کے نبی ﷺ کے پاس قیامت والے دن حوض کوثر پر آنے والے شخص مولا علی ؑ ہیں۔

﴿ حوالے دیکھئے صفحہ 35 پر ﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن اور میری اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے حطاء کے حوض کوثر پر مجھے ملیں گے۔

﴿ المستدرک 4576 ﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں کے حطاء کے حوض کوثر پر مجھے ملیں گے۔

﴿ المعجم الاؤسط روایت 4880 ﴾

حوض کوثر پر آء کر مصافحہ کرنا اسے بھی کئی شواہد مجود ہیں اب جو اصل مسئلہ تھا کے مولا علی کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ صدیق اکبر ہیں اس کے شواہد شروع کرتے ہیں ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث ہے کے نبی ﷺ ایک مرتبہ حیراء پہاڑ پر تشریف فرماں تھے اتنے میں یہ ہوا کے پہاڑ نے لرزنا شروع کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھیر جا تجھ پر نبی صدیق اور شہید کے سواء کوئی اور مجود نہیں ۔

ترمذی 4049

یہ مشہور حدیث ہے اور کئی صحابہ کرام نے اسکو بیان کیا ہے ۔
اب دیکھتے ہیں کے شارہین نے اس سے کیا سمجھا کیا صدیق صرف حضرت ابو بکر صدیق رضہ ہیں ۔

امام شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ :۔
فرماتے ہیں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کے جو لفظ صدیق ہے یہ حضرت ابو بکر صدیق کے لئے غالبن استعمال کیا جاتا ہے لیکن اسکا جو معانہ ہے وہ صرف آپ کے اوپر منحصر نہیں ہے جیسے امام سیوطی نے روایت کیا ہے حضرت سلمٰن اور حضرت ابوزر سے ایک روایت لے کر آتے ہیں جسکا طبرانی نے ذکر کیا ہے کے نبی کریم ﷺ نے مولا علی ص کو فرمایا آپ صدیق اکبر ہیں ۔

شرح مشکاۃ 6118

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کو کوئی اعتراض نہیں ہے اس حدیث پاک پر وہ اسکو صحیح مان رہے ہیں ۔

علامہ سندھیؒ:۔

شرح ابن ماجہ میں اس حدیث پر قلام فرماتے ہیں کے نبی ﷺ نے فرمایا کے آپ کے اوپر صدیق ہیں غالب تو اسکو حضرت ابو بکر صدیق کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے لیکن اسکا مفہوم صرف آپ کے لے نہیں ہے فرماتے ہین ہم پہلے ہی وہ روایت بیان کر آئے ہیں کے مولا علی علیہ السلام نے فرمایا میں صدیق اکبر ہوں اور اس باب میں مرفوع حدیث بھی مروی ہیں جسکا طبرانی نے ذکر کیا کے نبی ﷺ نے فرمایا اۓ علی آپ صدیق اکبر ہیں۔

﴿ شرح ابن ماجہ روایت 134 ﴾

محب طبریؒ:۔

مولا علی علیہ السلام کے تزکرہ میں فرماتے ہیں آپکا لقب ہے امت کا سردار اور صدیق اکبر بھی آپکو کہا جاتا ہے یہ بھی آپکا لقب ہے۔ (پھر اس پر روایات کو بیان کرتے ہیں)۔

﴿ ریاض النظرۃ فی مناقب العشرۃ جلد 3 صفحہ 106 ﴾

پھر آپنی دوسری کتاب میں مولا علی علیہ السلام کے نام مبارک کا اور کنیت کا باب قائم کیا ہے آپکی کنیت ابو الحسن ہے اور نبی کریم ﷺ نے آپکو صدیق کا لقب دیا ہے پھر ان روایت کا ذکر کرتے ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے۔

﴿ ذخائر العقبیٰ صفحہ 108 ﴾

امام مناویؒ:۔

آپ ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کے مولا علی ص اس امت اعظم کے صدیق ہیں اس لئے آپ نے فرمایا ہے کے میں صدیق اکبر ہوں۔

﴿ الجامع الصغیر مناوی جلد 2 صفحہ 104 ﴾

انہوں نے نہیں کہا کے یہ حدیث باطل ہے بلکہ ہمارے ائمہ کرام میں محدثین میں فقہہ میں کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہے کے لفظ صدیق اکبر مولا علی ص کے ساتھ استعمال کریں آج ناصبیوں کو تکلیف ہوتی ہے مولا علی کو صدیق اکبر علیہ السلام کہنے سے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت علیہ السلام سے محبت کی توفیق عطاء فرمائے ۔ اس تحریر کا ایک حصہ ہم نے شیخ وجاہت صاحب سے لیا ہے جسکا مقصد یہ ہے کے عام عوام میں عام لوگوں میں اس مسئلہ کو واضح کیا جائے حقیقت بیان کی جائے ۔

اللہ ہم سب کو حق بات قبول کرنے کی طاقت توفیق عطاء فرمائے امین ثمہ اٰمین